غیر مقلدین کے تقلید سے متعلق
پچاس سوالات کے جوابات
از قلم
مناظر اسلام مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی ؒ
منجانب
النعمان سوشل میڈیا سروسز

غیر مقلدین کے تقلید سے متعلق پچاس سوالات کے جوابات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اس زمانہ میں تقلید شخصی کے بارے میں ایسا اختلاف پڑا ہے کہ جدھر دیکھئے ادھر اسی کا جھگڑا پھیلا ہوا ہے۔ کوئی تو تقلید کو جائز بلکہ واجب اور فرض بتاتا ہے اور کوئی تقلید کا سرے سے انکار ہی کرتا ہے، نہ فرض مانتا ہے نہ جائز جانتا ہے۔ ہم عامی لوگ سخت مشکل میں پڑے ہوئے ہیں کہ کس کی بات مانیں؟ لہٰذا ان علماء دین کی خدمت میں جو تقلید شخصی کو فرض یا واجب یا جائز بتاتے ہیں، عرض کر رہے ہیں کہ آپ حضرات ہم لوگوں کو سیدھا راستہ اللہ تعالیٰ کا اور رسول اللہ ﷺ کا بتا دیجئے تا کہ ہم لوگ اس پر چل کر اپنی مراد کو پہنچ جائیں اور آپ کو سیدھا راستہ بتانے کا اجر ملے۔ اسی غرض سے یہ پچاس سوالات سر دست حاضر خدمت کئے جاتے ہیں، ان کے جوابات سے سرفراز فرمائیے۔ اجر کم علی اللہ۔

سوال نمبر ۱:

سنا ہے کہ ہماری فقہ شریف کے اصول کی کتابوں میں ہے کہ جس امتی کے قول کو ماننے پر کوئی دلیل نہ ہو اسے بے دلیل ماننا اور مدارِ دین اسی پر رکھ دینا اور قرآن، حدیث، اجماع اور قیاس سے دلیل نہ لے سکنا، اسے تقلید شخصی اصطلاحی کہتے ہیں؟

جواب:

تقلید شخصی کا انکار ملکہ وکٹوریہ کے دور میں شروع ہوا۔ اس سے پہلے اس کا انکار

نہیں بلکہ سب لوگ تقلید شخصی کرتے تھے۔

اشتہار والے نے تقلید فرض یا واجب ماننے والوں سے دلیل مانگی ہے لیکن شرک اور حرام کہنے والوں سے دلیل نہیں مانگی۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کا آدمی ہے، لینے کے باٹ اور ہیں اور دینے کے باٹ اور۔

تقلید کی تعریف:

اجتہادی مسائل میں مجتہد کے ان اقوال کو جو ادلہ اربعہ میں سے کسی دلیل سے ثابت ہوں ان بادلیل باتوں کو بلا مطالبہ دلیل مان لینا عرف میں تقلید کہلاتا ہے۔

سوال نمبر۲:

جس تقلید کے بارے میں اس قدر اختلافات ہیں، اس تقلید سے کیا مراد ہے یعنی تقلید شخصی واصطلاحی؟

جواب:

کتاب وسنت میں غیر مجتہد اپنی ناقص رائے کو چھوڑ کر کتاب وسنت کے ماہر کی راہنمائی میں کتاب وسنت پر عمل کرے اور اگر کوئی تحریر میں اختلاف ہو تو جس مجتہد کا مذہب اس کے ملک میں درساً وعملاً متواتر ہو اس کی راہنمائی میں کتاب وسنت پر عمل کرے۔

نوٹ:

رائے ناقص از خود رائی، کم علمی، کم فہمی، بدفہمی، کج فہمی اور خوش فہمی کو کہتے ہیں۔ اسی کا نام غیر مقلدیت ہے۔

سوال نمبر۳:

کیا تقلید شخصی اصطلاحی آنحضرت ﷺ کے یا آپ ﷺ کے صحابہ ؓ یا تابعینؒ کے زمانہ میں تھی؟

جواب:

تقلید شخصی ہر زمانہ میں رہی۔حضور ﷺ کے زمانہ میں پورے یمن میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی اور دور صحابہ رضی اللہ عنہم میں ہر شہر کے لوگ اپنے شہر کے مجتہد کی تقلید کرتے تھے۔

سوال نمبر۴:

(الف) جو کام ان مبارک زمانوں میں نہ ہوا، اگر اسے بعد والے دینی امر سمجھ کر کریں تو آیت الیوم اکملت لکم دینکم جو قرآن میں ہے، وہ بتلاتی ہے کہ اللہ کا دین ہر طرح کامل ہوگیا، پھر ائمہ دین کی رائے و قیاس کو بھی دین میں داخل کرنا اس آیت کے خلاف تو نہیں؟

(ب) وہ یہ اصطلاح شرعی بدعت کیوں نہیں؟

جواب:

تقلید شخصی خیر القرون میں موجود تھی البتہ اسے شرک اور بدعت کہنا دور وکٹوریہ کی بدعت ہے۔

سوال نمبر۵:

چاروں ائمہ یعنی امام ابوحنیفہؒ، امام شافعیؒ، امام مالکؒ اور امام احمد بن حنبلؒ نے بھی اس تقلید کے بارے میں کچھ ارشاد فرمایا ہے یا نہیں؟ اور اگر فرمایا ہے تو کیا؟ ہم نے سنا ہے کہ چاروں ائمہ تقلید کو حرام فرمایا کرتے تھے۔

جواب:

چاروں ائمہ نے جو اپنی فقہ مرتب کروائی، ہر مسئلہ دلیل سے مرتب کروایا۔ مرتب کروانے کا مقصد اس پر عمل کرانا تھا تو گویا ہر مسئلہ دعوت تقلید ہے۔ اس لئے جب ان کی یہ فقہ متواتر ہے تو دعوت تقلید بھی ان سے متواتر ثابت ہے۔ نیز الکفایہ کتاب الصوم میں

صراحۃً بھی امام ابوحنیفہؒ سے عامی کے لئے تقلید کا وجوب ثابت ہے۔ ہاں ان ائمہ نے یہ فرمایا: جو شخص خود اجتہاد کی اہلیت رکھتا ہے اس پر اجتہاد واجب، تقلید حرام ہے۔ جو خطاب انہوں نے مجتہدین کو کیا تھا ان کو عوام پر چسپاں کرنا یحرفون الکلم عن مواضعہ کی بدترین مثال ہے۔ ہمارے ہاں مجتہد پر اجتہاد واجب، غیر مجتہد پر تقلید واجب ہے اور غیر مقلد پر تعزیر واجب ہے۔

دائرہ اجتہاد وتقلید:

تقلید کا تعلق چونکہ اجتہادی مسائل سے ہے، اس لئے اجتہاد کے دائرہ کار کا پتہ چلنے سے تقلید کی ضرورت بھی واضح ہوتی ہے۔ رسول اقدس ﷺ نے ۹ھ میں حضرت معاذ بن جبل ؓ کو یمن روانہ فرمایا تو پوچھا: اے معاذ! فیصلہ کیسے کرو گے؟ تو انہوں نے عرض کیا۔ کتاب اللہ سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: فان لم تجد فیہ عرض کیا: بسنۃ رسول اللہ۔ فرمایا فان لم تجد فیہ۔ عرض کیا اجتہد برایی و لا آلو تو آپ ﷺ نے فرمایا: الحمد للہ الذی وفق رسول رسول اللہ لما یرضی بہ رسول اللہ۔ (ابوداؤد، ترمذی) اس سے معلوم ہوا کہ جو مسئلہ اور حکم کتاب وسنت میں صراحۃً نہ ملے وہاں اجتہاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ وضاحت یوں ہے کہ مسائل فرعیہ کی دو قسمیں ہیں: منصوصہ، غیر منصوصہ۔ پھر منصوصہ کی دو قسمیں ہیں: متعارضہ، غیر متعارضہ۔ پھر غیر متعارضہ کی دو قسمیں ہیں: محکمہ، محتملہ۔

(۱) مسائل منصوصہ، غیر متعارضہ محکمہ میں نہ اجتہاد کی ضرورت نہ تقلید کی۔ جیسے پانچ نمازوں کی فرضیت، نصاب زکوۃ وغیرہ۔

(۲) مسائل منصوصہ متعارضہ میں رفع تعارض کر کے مجتہد راجح نص پر عمل کرتا ہے اور مقلد بھی اس کی راہنمائی میں راجح نص پر عمل کرتا ہے جیسے ترک قرأت خلف الامام، ترک رفع یدین وغیرہ۔

(۳) مسائل منصوصہ محتملہ میں مجتہد اپنے اجتہاد سے راجح احتمال کی تلاش کرتا ہے

اور اس نص کے راجح احتمال پر عمل کرتا ہے اور مقلد اسکی راہنمائی میں اس نص کے راجح احتمال پر عمل کرتا ہے جیسے احکام فرض، سنت، واجب وغیرہ۔

(۴) ....مسائل غیر منصوصہ میں مجتہد منصوص مسائل میں کوئی علت تلاش کرتا ہے۔ وہی علت جن غیر منصوص مسائل میں پائی جاتی ہے تو وہی حکم اس میں جاری کرتا ہے اور مقلد مجتہد کی راہنمائی میں اسی حکم پر عمل کرتا ہے جس کی بنیاد مجتہد نے کتاب وسنت کی بنیاد پر رکھی ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ مجتہد اپنی اجتہادی بصیرت سے کتاب وسنت کے منصوص اور علت سے ثابت مسائل پر عمل کرتا ہے اور مقلد بھی اس کی راہنمائی میں کتاب وسنت ہی کے مسائل پر عمل کرتا ہے۔ اس لئے ان اجتہادی مسائل میں مجتہد پر اجتہاد واجب ہے۔ جو اجتہاد کی اہلیت نہ رکھے اس پر تقلید واجب ہے، اس لئے اسے مقلد کہتے ہیں اور جو نہ خود اجتہاد کر سکے اور نہ مجتہد کی تقلید کرے اسے غیر مقلد کہتے ہیں، اس پر تعزیر واجب ہے۔

تمہید:

دور نبوی ﷺ سے لیکر آخر خیر القرون تک اہل سنت والجماعت میں مجتہدین اجتہاد کرتے تھے اور غیر مجتہدین ان کی تقلید کرتے تھے۔ صحابہ ؓ اور تابعینؒ اور تبع تابعینؒ میں سے ایک نام بھی پیش نہیں کیا جا سکتا جو نہ اجتہاد کی اہلیت رکھتا ہو اور نہ تقلیداً کتاب وسنت پر عمل کرتا ہو اور اپنے کو غیر مقلد کہتا ہو۔ ہم فی حوالہ سو روپے انعام دیں گے۔ خیر القرون کے بعد اجتہاد کی ضرورت نہ رہی اس لئے سب اہل سنت ائمہ اربعہؒ میں سے کسی کی تقلید کرتے تھے۔ اس لئے چار ہی قسم کی کتابیں ملتی ہیں: طبقات حنفیہ، طبقات مالکیہ، طبقات شافعیہ، طبقات حنابلہ۔ جس طرح ملکہ وکٹوریہ کے دور سے پہلے طبقات مرزائیہ نام کا ذکر کہیں نہیں ملتا کہ مرزائیوں کا وجود ہی نہیں تھا، اسی طرح طبقات غیر مقلدین نامی کوئی کتاب کسی محدث یا مورخ کی لکھی ہوئی ملکہ سے پہلے کہیں نہیں پائی گئی کیونکہ غیر مقلدین کا فرقہ کہیں نہیں تھا۔

نوٹ:

تقلید کی تعریف میں الدلیل کا لفظ آتا ہے، اس سے وہ خاص دلیل مراد ہوتی ہے جو بوقت اجتہاد مجتہد کے پیش نظر تھی اور دلیل تفصیلی اسے کہتے ہیں جو منع اور نقض سے ثابت ہو۔

تقلید:

مجتہد نے جو مسئلہ کتاب وسنت سے نکالا، اس سے اس کی خاص دلیل تفصیلی کا مطالبہ کئے بغیر اس با دلیل مسئلہ کو بلا مطالبہ دلیل ماننا اور مجتہد کی راہنمائی میں کتاب وسنت پر عمل کرنا تقلید کہلاتا ہے۔

نوٹ:

آنحضرت ﷺ کے مبارک زمانہ میں پورے یمن میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کی تقلید شخصی ہوتی تھی۔ صحابہ رضی اللہ عنہم تابعینؒ اور تبع تابعینؒ کے دور میں سب لوگ اپنے شہر کے مجتہد مفتی کی تقلید شخصی کرتے تھے۔

چونکہ صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعینؒ اور تبع تابعینؒ میں غیر مقلدیت کا نام ونشان تک نہ تھا اس لئے غیر مقلدین کے بدعتی ہونے میں کوئی شک نہیں۔

سوال نمبر ۶:

شامی شریف جو مذہب حنفی کی فقہ کی معتبر کتاب ہے۔ سنا ہے کہ اس میں یہ مذکور ہے کہ چاروں اماموں نے اپنا مذہب قرآن وحدیث بتایا ہے۔ پس قرآن وحدیث پر عمل کرنا، ان کی تابعداری کرنا چاہئے یا قرآن وحدیث پر عمل چھوڑ کر ان کے اقوال کو ماننا، ان کی تقلید کرنا چاہئے؟

جواب:

ائمہ اربعہؒ سے فقہ کے جو اصول متواتر ہیں ان میں مسائل ہیں دلائل نہیں تو بلا ذکر

دلائل مسائل و جمع کرنا اور اس پر متواتر عمل ہونا یہ ائمہ اربعہ سے جواز تقلید کا متواتر ثبوت ہے۔ جو کہ شک آور کا فرد ہے۔ البتہ انہوں نے مجتہدین کو فرمایا کہ مجتہد پر اجتہاد واجب ہے، تقلید حرام۔ اس حکم کو عوام پر چسپاں کرنا یحرفون الکلم عن مواضعه کی بدترین مثال ہے۔

سوال نمبر ۷:

چاروں ائمہ سے پہلے بھی یہ تقلید جاری تھی یا نہیں؟ اور تھی تو کس کی؟

جواب:

فقہ کے اصول بالاتفاق چار ہیں کتاب وسنت، اجماع وقیاس۔ مجتہد ان چاروں دلائل سے مسائل لیتا ہے اور مقلد بھی انہی مسائل پر عمل کرتا ہے، جو مجتہد نے ان چاروں میں سے کسی بھی دلیل سے لئے ہوں، جیسے کامل اجتہاد کی بنیاد چار دلیلیں ہیں، اسی طرح کامل مجتہد کی راہنمائی میں کتاب وسنت پر عمل کیا جائے۔

سوال نمبر ۸:

اگر چاروں اماموں سے پہلے تقلید جاری تھی تو کس امام کی تقلید جاری تھی اور اس وقت اس امام کی تقلید فرض، واجب یا مباح تھی یا نہیں؟ اگر تھی تو کیوں؟ اور نہیں تو کیوں؟ اور پھر منسوخ کیوں ہوئی؟

جواب:

چاروں اماموں سے پہلے بھی ہر قوم اپنی قوم کے فقیہ کی تقلید کرتی تھی۔ لیتفقهوا فی الدین و لینذروا قومهم اذا رجعوا الیهم لعلهم یحذرون (سورۃ التوبہ آیت:۱۲۲) چاروں اماموں سے پہلے اپنے علاقے یا قوم کے مجتہد کی تقلید ہوتی تھی: لعلمه الذین یستنبطونه منهم (سورۃ النساء آیت:۸۳) اس وقت واجب تھی لیکن چونکہ ان کے مذاہب مدون نہ تھے اور نہ عمل متواتر ہوا، اس لئے ان کی وفات کے بعد ان کا مذہب مٹ

گیا، تقلید ختم ہوگئی جیسے مسجد کے امام کی وفات کے بعد اقتداء ختم ہو جاتی ہے۔

سوال نمبر۹:

چاروں اماموں سے پہلے جس امام کی تقلید جاری تھی اس کا نام کیا ہے؟ اور اب بھی اس امام کی تقلید فرض، واجب یا مباح ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ کب منع ہوئی؟ کس نے منع کی؟ اور پھر کس نے اس منصب پر ائمہ کو پہنچایا؟

جواب:

ائمہ اربعہ سے پہلے مکہ مکرمہ میں حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ، ان کے بعد حضرت عطاءؒ کی تقلید ہوتی رہی مدینہ میں اپنی اپنی خلافت میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم، زید بن ثابت، ان کے بعد فقہاء سبعہؒ کی تقلید ہوتی رہی، کوفہ میں حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، ان کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ پھر حضرت ابراہیم نخعیؒ کی تقلید ہوتی رہی، بصرہ میں حضرت حسن بصریؒ کی تقلید ہوتی رہی، ان کے چونکہ مذاہب مدون نہ ہو سکے اس لئے ان کے جو مسائل عملاً متواتر تھے ان کو ائمہ اربعہؒ نے اپنی فقہ میں لے لیا، جو ان سے شاذ اقوال مروی تھے ان کو ترک کر دیا، یہ ایسے ہی ہے جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں بہت سے قاری تھے مگر انہوں نے اپنی قرأت کو مکمل طور پر مدون نہ فرمایا، پھر سات قاریوں نے صحابہ رضی اللہ عنہم کی متواتر قرأت کو مدون کیا، شاذ و متروک قرأت کو ترک کر دیا۔ اب ان سات متواتر قرأتوں میں تلاوت کرنے میں صحابہ رضی اللہ عنہم کی متواتر قرأت پر عمل ہو رہا ہے، البتہ ان سات قرأتوں کے علاوہ کوئی قرأت صحابہ رضی اللہ عنہم کی طرف منسوب ہو تو اس کی تلاوت جائز نہیں کیونکہ متواتر کے خلاف شاذ واجب الترک ہے۔ اسی طرح صحابہ رضی اللہ عنہم کے متواتر فقہی مسائل پر ائمہ اربعہؒ کی تقلید میں عمل ہو رہا ہے، ان متواترات کے خلاف کوئی شاذ قول کسی صحابی رضی اللہ عنہ، مجتہد یا تابعی کی طرف منقول ہو تو اس پر عمل جائز نہیں کیونکہ متواتر کے خلاف شاذ واجب الترک ہے۔

سوال نمبر ۱۰:

اجماع کی تعریف کیا ہے؟ اور اجماع کن لوگوں کا معتبر ہے؟ کیا تقلید شخصی پر اجماع ہوا؟ اگر ہوا ہے تو کب، کہاں اور کن کا؟

جواب:

ہم عصر مجتہدین کا کسی شرعی حکم پر اتفاق کرنا اجماع کہلاتا ہے اور اس پر متواتر عمل ہونے سے اس کا متواتر ثبوت ہوتا ہے جیسے اہل فن نے اجماع کیا کہ کل فاعل مرفوع سب جگہ اہل فن فاعل پر رفع پڑھتے چلے آرہے ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ یہ بات اہل فن کے ہاں اجماعی ہے۔ اسی طرح خیر القرون کے بعد ہر جگہ کسی نہ کسی امام کی تقلید شخصی پر متواتر عمل جاری رہا، یہی اس کے اجماع پر قوی ترین دلیل ہے۔

سوال نمبر ۱۱:

مجتہد کس کو کہتے ہیں؟ کیا ہر مجتہد کی تقلید فرض ہوتی ہے؟ چودہ سو سالوں میں اسلام میں مجتہد کیا صرف چار ہی ہوئے ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنہم، تابعینؒ تو شاید اجتہاد کے درجہ سے محروم ہی رہے ہوں گے؟ پھر ان چاروں ائمہ میں سے ایک کی تقلید کس ترجیح کی بناء پر ہے؟

جواب:

یاد رہے کہ دور نبوی ﷺ میں تو شرعی احکام معلوم کرنے کے تین طریقے تھے: جو لوگ ذات اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے وہ ہر مسئلہ دریافت کر لیتے، جو حضور ﷺ سے دور ہوتے وہ اگر مجتہد ہوتے تو اجتہاد کرتے جیسے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یمن میں، جو مجتہد نہ ہوتے وہ اپنے علاقے کے مجتہد کی تقلید کرتے جیسے اہل یمن۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد دو طریقے باقی رہے: مجتہدین اجتہاد کرتے اور غیر مجتہدین تقلید کرتے۔ خیر القرون کے بعد اجتہاد کی ضرورت باقی نہ رہی اس لئے وہ ختم ہو گیا، اس کے بعد صرف

تقلید ہی باقی رہ گئی، یہ تقلید شروع سے پہلے دن سے ہے۔ خیر القرون میں کچھ مجتہدین ہوتے تھے، اب صرف مقلدین باقی رہ گئے ہیں، یہ تفصیل مقدمہ ابن خلدون میں ہے۔ اس اجماع میں عملاً تمام محدثین، مفکرین، فقہاء، سلاطین شامل ہیں جیسا کہ کتب طبقات سے روز روشن کی طرح واضح ہے۔ ہمارا سوال غیر مقلدین سے ہے کہ قرآن و حدیث سے جواب دیں کہ اجماع کی تعریف کیا ہے؟ اجماع کن کا اور بخاری کی اصح کتب ہونے پر اجماع کب ہوا اور کہاں ہوا اور کن کا ہوا؟

سوال نمبر ۱۲:

چاروں مذکورہ بالا اماموں میں سے فلاں ایک ہی کے مسائل سچے ہیں، اس کا علم مقلد کو کیسے حاصل ہوا؟

جواب:

جس طرح علم حساب کا۔ مجتہد اسے کہتے ہیں جو قواعد حساب کا واضع ہو، اسی طرح جو کتاب وسنت سے قواعد کا استنباط کر سکے اس کو مجتہد کہتے ہیں جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم میں بہت قاری ہوئے لیکن انہوں نے اپنی قرأتوں کو مدون نہ فرمایا، البتہ ساتوں قاریوں نے انہی کی قرأتوں کو مدون کیا۔ اسی طرح ائمہ اربعہؒ سے پہلے صحابہ رضی اللہ عنہم و تابعینؒ میں بہت مجتہد گزرے لیکن انہوں نے اپنے مذاہب کو مکمل طور پر مرتب نہ کروایا، البتہ ائمہ اربعہؒ نے ان کے متواتر احکام کو مرتب کرلیا جس طرح سات قرأتوں میں سے کسی قرأت پر بھی قرآن پڑھنا نبی ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم والا قرآن پڑھنا ہی ہے، اسی طرح چاروں اماموں میں سے کسی کی تقلید کرنا نبی ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کے طریقے پر عمل کرنا ہے۔ ہاں چاروں اماموں میں سے جس امام کا مذہب درساً اور عملاً متواتر ہوگا اسی کی تقلید کی جائے گی جیسے سات قاریوں میں سے جس قاری کی قرأت ہمارے ملک میں تلاوتاً متواتر ہوگی اسی پر تلاوت کی جائے گی۔

سوال نمبر ۱۳:

ان چاروں ائمہ کی تعلیم بذریعہ وحی ہوئی یا اور ائمہ سے انہوں نے پڑھا؟ اگر بذریعہ وحی ہوئی تو ان میں اور نبی میں کیا فرق رہا؟ اور اگر بذریعہ اور ائمہ ہوئی تو ان کے استادان سے افضل تھے یا مفضول؟ اگر افضل تھے تو ان کی تقلید کیوں نہیں کی جاتی؟

جواب:

جس امام کا مذہب جس علاقے میں متواتر ہوگا اس پر مقلد حدیث رسول ﷺ کے مطابق اس عقیدہ سے عمل کرے گا کہ مجتہد صواب کو پہنچتا ہے اور خطاء کو بھی، اس لئے مجتہد کا عمل یقینی ہے، مقبول ہے۔ جیسے تحری فی القبلہ والے کی نماز یقیناً مقبول ہے اور ایک اجر کا پکا یقین ہے۔ چونکہ مجتہد فقط خطاء پر ماجور ہے اور دوسرے اجر کی مجتہد اور مقلد کی خدا کی رحمت واسعہ سے امید ہے۔ اس کے برعکس غیر مقلدین کا عمل جو محض خودرائی پر مبنی ہے۔ خودرائی کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں، وہ یقیناً مردود ہے اور اس پر گناہ لازم ہے، وہ نیکی برباد گناہ لازم کا مصداق ہے۔

سوال نمبر ۱۴:

یہ چاروں ائمہ افضل تھے یا چاروں خلفاء؟ جب ان چار ائمہ کی تقلید فرض ہو تو ان چار خلفاء کی ڈبل فرض کیوں نہ ہو؟

جواب:

ائمہ پر وحی نازل نہیں ہوتی لیکن مراد نبی ﷺ سمجھنے اور سمجھانے میں ماہر ہوتے ہیں، ان کے اساتذہ کے متواتر مسائل ان کی فقہ میں آگئے جیسے صحاح ستہ والوں کے اساتذہ کی حدیثیں صحاح ستہ میں آگئیں۔ ساتوں قاریوں کے اساتذہ کی قرأتیں سات قرأتوں میں آگئیں۔ اسی طرح قاری عاصمؒ کی قرأت پڑھنے سے ان کے اساتذہ کی قرأت پڑھی گئی

اور ہر امام کی تقلید کرنے میں ان کے اساتذہ کے مسائل پر بھی عمل ہو رہا ہے۔

سوال نمبر ۱۵:

قرآن وحدیث پر عمل کرنا عامی آدمیوں پر فرض ہے یا مجتہدوں اور اماموں پر بھی فرض ہے؟ کیا جتنا فرق ہم میں اور اماموں میں ہے اتنا اماموں اور نبی ﷺ میں نہیں؟

جواب:

چاروں خلفاء راشدین ؓ ائمہ کے پیشوا اور افضل ہیں، ان کی حیات میں ان کے اجتہادی مسائل کی تقلید ہوتی رہی لیکن چونکہ ان کے مذاہب مدون نہ ہوئے اس لئے ائمہ نے ان کے متواتر مسائل کو مدون کر لیا۔ اب ان ائمہ کے ذریعے ان کے مسائل پر بھی عمل ہو رہا ہے جیسے ساتوں قرأتوں میں خلفاء راشدین ؓ کی قرأتیں بھی پڑھی جارہی ہیں۔

غیر مقلدین سے ہمارا سوال:

(۱) حدیث کی کتابیں صحاح ستہ والوں نے وحی سے مرتب کیں یا استادوں سے سن کر؟ ان کے استاد ان سے افضل تھے یا نہیں؟ پھر ان کے استادوں کی کتابوں کو صحاح ستہ سے کیوں خارج کیا گیا؟

(۲) صحاح ستہ والے افضل تھے یا خلفاء راشدین ؓ؟ تو پھر خلفاء راشدین ؓ کی کتابوں کو صحاح ستہ میں کیوں شامل نہ کیا گیا؟

(۳) سات قاری افضل تھے یا خلفاء راشدین ؓ؟ کیا آپ کے خیال میں خلفاء کی قرأتوں کو سات قرأتوں سے خارج کر دیا تو کیوں؟

سوال نمبر ۱۶:

جو ائمہ اربعہ کے علاوہ ہیں ان کی تقلید فرض، واجب یا مباح ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیوں؟ حالانکہ وہ ان کے استاد ہیں۔ علم میں، ادب میں، زہد میں، فقہ میں، اجتہاد و تقویٰ

میں ان سے بڑے ہیں۔ یہ ان کی بزرگی کے قائل تھے، ان کا ادب کرتے تھے۔ صحابہ رضی اللہ عنہم کی تقلید نہ کر کے نیچے والوں کی تقلید کرنا کون سی عقل مندی ہے؟

جواب:

کتاب وسنت پر عمل کرنا مجتہد پر فرض ہے اور مقلد پر بھی فرض ہے لیکن مجتہد اپنے اجتہاد کی روشنی میں عمل کرتا ہے اور مقلد اس کی راہنمائی میں کتاب وسنت پر عمل کرتا ہے جیسے آنکھوں والا چاند کو دیکھ کر روزہ رکھتا ہے اور نابینا پوچھ کر، جیسے نماز میں قبلہ رو ہونا بینا اور نابینا دونوں پر فرض ہے، بینا دیکھ کر اور نابینا بینا سے پوچھ کر۔ اسی طرح نبی ﷺ کا مقام مجتہد سے انتہائی زیادہ ہے، نبی ﷺ کی اتباع مسائل منصوصہ غیر معارضہ محکمہ میں ہے، مجتہد کی اتباع ان مسائل میں ہے جہاں اللہ اور رسول اللہ ﷺ سے صراحت نہیں ملی، اس لئے یہاں مقابلے کی صورت ہی نہیں ہے۔

سوال نمبر ۱۷:

جو امام ان چاروں ائمہ کے سوا ہیں وہ درجہ میں ان کے برابر ہوئے یا بڑھ کر یا گھٹ کر ہیں؟ تو ان کے مقلد وہ کیوں نہ ہوئے اور اگر بڑھ کر ہوئے ہیں تو یہ خود ان کے مقلد کیوں نہ ہوئے؟

جواب:

صحابہ رضی اللہ عنہم میں جتنے قاری ہوئے، ان کی قرأت ہمیں ان سات قاریوں کے ذریعہ مل سکتی ہے اور ان قرأتوں پر تلاوت صحابہ رضی اللہ عنہم اور نبی ﷺ والی ہی تلاوت ہے۔ اس لئے ان قرأتوں پر تلاوت کرنا نہ صحابہ رضی اللہ عنہم کی عظمت کو کم کرنا ہے نہ ان کی قرأت سے انکار اور مخالفت ہے۔ جس طرح سات قاریوں کو صحابہ رضی اللہ عنہم کے خلاف سمجھنا روافض کا وسوسہ ہے، اسی طرح ائمہؒ کی تقلید کو صحابہؓ کے خلاف سمجھنا وسواس الخناس میں سے ہے۔ ائمہؒ سے پہلے مجتہدین ہی ائمہ اربعہ کے پیشوا ہیں جیسے پہلے قاری قراء سبعہ کے پیشوا ہیں اور پہلے محدثین

اصحاب صحاح ستہ کے پیشوا ہیں۔ ان سب نے اپنے پیشواؤں کی باتوں کو مرتب کیا ہے۔

سوال نمبر ۱۸:

(الف) ...... جب امام چار ہیں اور چار میں سے ایک کی تقلید کرنی ہے، ہمیں کیا خبر کہ ان میں سے کس کے مسئلے صحیح ہیں اور کس کے غلط ہیں؟ پس ہم کیسے حنفی، شافعی بن جائیں؟

(ب)...... اگر یہ چاروں مذہب برحق ہیں تو ایک مذہب پر عمل کرنے سے حق کی تین چوتھائیاں ہم سے چھوٹ جاتی ہیں پھر تو تقلید نہ کرنے والے ہی اچھے رہے کہ جس امام کے کلام کو قرآن و حدیث کے مطابق پایا اسے لے لیا یہی طریقہ ہم کیوں نہ رکھیں تاکہ پورا حق ہمارے ہاتھ میں رہے؟

(ج)...... یہ ظاہر ہے کہ چاروں اماموں کے مذاہب میں حلال و حرام کا فرق ہے، پھر ان چاروں کو برحق ماننے اور کہنے کا کیا معنی؟ ایک چیز کو حرام کہے اور ہم کہیں سچ ہے، دوسرا حلال کہے تو ہم کہیں سچ ہے، یہ کیا اندھیرا ہے ذرا تفصیل سے بتائیں ورنہ دامن تقلید ہمارے ہاتھ سے چھوٹ ہی جائے گا۔

جواب:

(الف)...... جس طرح ساتوں قرأتوں میں سے آپ اسی قرأت پر تلاوت کریں گے جو آپ کے ہاں تلاوتا متواتر ہوگی، جب آپ امام القرأت ہیں ہی نہیں تو آپ کو کسی قرأت کو صحیح یا غلط کہنے کا حق بھی نہیں۔

(ب)...... جس طرح ساتوں قرأتوں میں سے ایک قرأت پڑھنے والوں کو پورا قرآن پڑھنے کا ثواب ملتا ہے، اسی طرح ایک امام کی تقلید کرنے سے پوری سنت پر عمل ہو جاتا ہے۔

(ج)...... اجتہادی حلال و حرام میں ہم اپنے امام کی تقلید کرتے ہیں جیسے ناسخ منسوخ میں: اپنے نبی ﷺ کی اتباع کرتے ہیں۔ حضرت یوسفؑ اور حضرت یعقوبؑ کی شریعت میں سجدہ تعظیمی کے جواز کا حق تھا اب بھی اس کی صداقت حق ہے لیکن ہم اپنے نبی

ﷺ کی تابعداری کریں گے مگر شریعت سابقہ کوحق کہیں گے۔ اجتہادی حق کی مثال کچھ اس طرح ہے ڈاکٹر ایک مریض کو کہتا ہے کہ اچار ضرور کھانا، دوسرے مریض کو سختی سے منع کرتا ہے ڈاکٹر کے دونوں حکم درست ہیں۔ کوئی مریض اتنا بیوقوف نہیں ہوتا کہ جو ڈاکٹر نے کہا ہے اسے چھوڑ دے دوسرے پر عمل کرے۔ پھر اس سوال کی یہاں سرے سے گنجائش ہی نہیں کیونکہ یہاں صرف ایک ہی امام کی تقلید ہو رہی ہے۔ اسی طرح انبیا علیہم السلام میں حلال اور حرام میں اختلاف ہے لیکن ان کا زمانہ الگ الگ ہے، ائمہ میں حلال وحرام میں اختلاف ہے لیکن ان کے علاقے الگ الگ ہیں۔

سوال نمبر ۱۹:

چاروں امام امامت کی حیثیت سے دنیا میں آئے، اس سے پہلے اسلام پر سوسال گزر چکے تھے تب تک نہ یہ امام تھے، نہ یہ مقلد، تو اس وقت کے مسلمان مسلمان بھی تھے یا نہ تھے اور اگر تھے تو ادھورے یا پورے؟ کیونکہ تقلید تو اس وقت تھی ہی نہیں بلکہ وہ امام بھی نہ تھے جن کی تقلید شروع ہوئی۔ اگر بلا جو تقلید نہ کرنے کے وہ مسلمان تھے اور کامل تھے تو آج کا اسلام جو پورا ہو گیا، اس وقت اسلام کا کونسا روپ مارا جاتا تھا جو تقلید کی ایجاد کی ضرورت پیش آئی؟ کیا صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین کا اسلام ہمیں کافی نہیں جو ہمیں کسی نئے نویلے اسلام کی ضرورت ہو؟ اب فرائض تو سب اللہ تعالیٰ اتار چکا، وحی حضور ﷺ کے وصال کے بعد بند ہوگئی، سوسال بعد امام دنیا میں آئے۔ اب کس آسمان سے کونسا فرشتہ وحی لے کر آیا جس سے سوسال کے بعد ان ائمہ میں سے ایک ایک کی تقلید فرض ہوئی اور مسلمین چار راستوں میں بٹ گئے اور اللہ کے گھر بیت اللہ کے بھی چار ٹکڑے کرنے پر مجبور ہو گئے، یہ حنفی مصلیٰ، یہ شافعی مصلیٰ، قرآن وحدیث میں ان مصلوں کا ذکر کہاں ہے؟

جواب:

جس طرح ان سات قاریوں سے پہلے بھی قرأت پڑھنے والے سب مسلمان

تھے اور بعد میں ان قرأتوں کے پڑھنے والے بھی مسلمان ہیں، فرق اتنا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس قرأت کو قاری حمزہ کی نہیں کہتے تھے۔ اسی طرح صحاح ستہ والوں سے پہلے مسلمان احادیث پر عمل کرتے تھے لیکن یہ نہیں کہتے تھے کہ میں ترمذی کی حدیث پر عمل کر رہا ہوں، تو نسائی کی حدیث پر، اس لئے صرف اس نام کی وجہ سے پہلے اور پچھلے اسلام میں فرق کرنا ایسی جہالت ہے جیسے پہاڑوں پر برف باری ہوئی ہوگو پانی کی شکل میں بہہ نکلی، لوگ اسے پانی کہتے تھے، وہی پانی دریا کی شکل میں آیا تو اسے دریا کہنے لگے، دریا سے نہر میں آیا تو اس کا نام نہر کا پانی ہوا، نالے میں جانے سے نالے کا پانی کہا جانے لگا۔ پانی ایک ہی ہے، مختلف نام راستے کے تعارفی نام ہیں۔ وہی طریقہ حضور ﷺ کی طرف منسوب ہو تو اسے سنت نبوی ﷺ کہا جاتا ہے، جب صحابہ رضی اللہ عنہم میں پھیل گیا تو اس کا نام صحابہ رضی اللہ عنہم کا طریقہ قرار پایا، جب فقہ حنفی میں مرتب ہوگیا تو اب اس کا نام فقہ حنفی قرار پایا، یہ کہنا کہ فقہ حنفی اور ہے اور سنت نبوی ﷺ اور، یہ ایسی جہالت ہے جیسے کوئی کہے کہ نہر کا پانی اور، دریا کا اور، یا یہ کہ قاری عاصمؒ کی قرأت اور، نبی ﷺ کی اور، قاری حمزہؒ کی اور، ان سوالات سے معلوم ہوا کہ غیر مقلد بننے کے لئے جاہل مرکب بننا ضروری ہے۔

سوال نمبر ۲۰:

چاروں خلیفہ یعنی خلفاء راشدین افضل ہیں یا چاروں امام افضل ہیں خلفاء سے؟ آج چاروں خلفاء کی تقلید نہ کی جائے اور چاروں اماموں کی تقلید فرض مانی جائے، الٹی گنگا کیوں بہائی گئی؟

جواب:

جس طرح ساتوں قاریوں کی قرأت پر قرآن پڑھنے سے خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور صحابہ رضی اللہ عنہم والا ہی قرآن پڑھا جاتا ہے، یہ کہنا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم اور خلفاء رضی اللہ عنہم کی قرأت چھوڑ کر قراء سبعہ کی قرأت پڑھنا غلط ہے نہ صرف جہالت بلکہ اس میں کفر کا خدشہ ہے۔ اسی طرح

کتب احادیث پر عمل کرنے سے نبی ﷺ کی احادیث اور خلفاء راشدین ؓ کی احادیث پر عمل ہو رہا ہے، بعینہ ائمہ اربعہؒ کی فقہ پر عمل کرنا اوران کی تقلید کرنا خلفاء راشدین ؓ کی تقلید ہے۔ یہ ایسی ہی باتیں ہیں جیسے کوئی کہے کہ آپ صحیح محمدی چھوڑ کر صحیح بخاری کیوں پڑھتے ہیں، صحیح ابوبکر چھوڑ کر ترمذی کیوں پڑھتے ہیں، جامع فاروق اعظم چھوڑ کر جامع مسلم کیوں پڑھتے ہیں، مسند علی چھوڑ کر مسند احمد کیوں پڑھتے ہیں۔ یہ سب باتیں جہالت سے ناشر ہیں۔

سوال نمبر ۲۱:

حضرت امام حسن، حضرت امام حسین، حضرت امام زین العابدین، حضرت امام باقر اور حضرت امام جعفر صادق افضل ہیں یا چاروں امام ان سے افضل ہیں؟ پھر آل رسول ﷺ کے ان بارہ اماموں کے مقلد کو ہم شیعہ اور رافضی کہیں اور ان سے کم درجے کے اماموں کی تقلید کو فرض مانیں، اس تفریق کی کیا وجہ ؟

جواب:

ائمہ اہل بیت فن تصوف کے امام ہیں جب کہ صحاح ستہ والے فن حدیث کے اور ائمہ اربعہؒ فن فقہ کے امام ہیں، ہمارے تصوف کے شجروں میں اکثر ائمہ اہل بیت کے اسماء گرامی آتے ہیں اور حدیث کی سندوں میں صحاح ستہ والوں کے اور فقہ میں ائمہ اربعہؒ کے۔ ہر گل را رنگ و بوئے دیگر است۔ جب آپ صحاح ستہ کی بحث میں محدثین کو چھوڑ کر فقہاء کی نہیں مانتے تو فقہی احکام میں فقہاء کو چھوڑ کر محدثین اور صوفیاء کی بات ماننا کیسے درست ہے؟ لکل فن رجال۔

سوال نمبر ۲۲:

اگر چاروں خلفاء راشدین اور ائمہ اہل بیت افضل ہیں ائمہ اربعہ سے تو چاروں

اماموں کی تقلید کیوں کی جاتی ہے؟ ان چاروں خلفاء وحضرات ائمہ اہل بیت کی تقلید کیوں نہیں کی جاتی؟ ہاں ان چاروں اماموں نے ان چاروں خلفاء کی تقلید کیوں نہیں کی؟

جواب:

ایک ہی بات کو بار بار دہرایا جا رہا ہے جس طرح صحاح ستہ کی تابعداری میں احادیث نبویہ ﷺ کا علم امت کو ملا، سات قاریوں نے نبی ﷺ اور خلفاء والا قرآن ہی مرتب کیا، اسی طرح ائمہ اربعہؒ نے اللہ کے نبی ﷺ اور خلفاء راشدین ﷡ کی سنت کو زندہ کیا۔ یہ جہالت ہے کہ ائمہ اربعہؒ نے خلفاء راشدین ﷡ کی بات نہیں مانی۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے کوئی کہے کہ ساتوں قاریوں نے خلفاء راشدین ﷡ والا قرآن نہیں مانا، اصحاب صحاح ستہ خلفاء کے منکر تھے۔

سوال نمبر ۲۳:

چاروں خلفاء راشدین مجتہد تھے یا نہیں؟ اگر تھے تو ان کی تقلید کیوں چھوڑی جاتی ہے؟

جواب:

چاروں خلفاء راشدین ﷡ مجتہد تھے، ان کے مذاہب مدون نہیں ہوئے، ان کے جو اجتہادات متواتر تھے ان کو ائمہ اربعہؒ نے اپنی فقہ میں سمو لیا، اس لئے ائمہ اربعہؒ کی تقلید خلفاء ﷡ کی ہی تقلید ہے جیسے نہر کا پانی، دریا کا پانی ہے۔

سوال نمبر ۲۴:

چاروں خلیفہ چاروں اماموں کے برابر مجتہد تھے یا بڑھ کر یا گھٹ کر؟ اگر بڑھ کر تھے تو پھر انہیں گھٹا کیوں دیا کہ ان کا مقلد ایک بھی نہیں ہے؟

جواب:

جس طرح چاروں خلفاء ﷡ ساتوں قاریوں سے بڑھ کر قاری تھے، صحاح ستہ

والوں سے اعلیٰ محدث تھے، اسی طرح یہ ائمہ اربعہؒ سے بہت بڑے مجتہد تھے لیکن جس طرح بڑے محدث ہونے کے باوجود انہوں نے اپنی کوئی حدیث کی کتاب مرتب نہیں کی اس لئے ان کی مرویات حدیث کے لئے ہم حدیث کی کتابوں کے محتاج ہیں، اسی طرح اعلیٰ قاری ہونے کے باوجود انہوں نے اپنی مکمل قرأت مدون نہ فرمائی اس لئے ان کی قرأت کے لئے آج ہم قراء سبعہ کے محتاج ہیں ایسے ہی بہترین مجتہد ہونے کے باوجود انہوں نے اپنے مذاہب مدون نہ کروائے، اس لئے ان کی تابعداری کے لئے آج ہم ائمہ اربعہؒ کے محتاج ہیں۔

سوال ۲۵:

چاروں ائمہ سے قبل چاروں خلفاء کی تقلید کی جاتی تھی یا نہیں؟ جب نہیں کی جاتی تھی تو پھر ائمہ کی کیوں کی جائے؟

جواب:

چاروں خلفاء ؓ کی حیات میں ان کے اجتہادی فتاویٰ کی بلانکیر تقلید کی جاتی تھی۔ اب چونکہ ان کے مذاہب مدون نہیں اس لئے ائمہ اربعہؒ کے ذریعہ ان کے مسائل متواترہ پر عمل ہورہا ہے۔

سوال نمبر ۲۶:

ظاہر ہے کہ چاروں اماموں کا وجود بحیثیت امام پہلی صدی میں نہ تھا، پس پہلی صدی کے لوگ مقلد ہوئے یا غیر مقلد؟ اور وہ نجات پانے والے اور دائرہ اسلام میں داخل ہوں گے یا نجات سے محروم اور دائرہ اسلام سے خارج کہے جائیں گے؟

جواب:

جس طرح چاروں اماموں کا وجود بحیثیت امام پہلی صدی میں نہ تھا، اسی طرح ساتوں قاریوں کا وجود بھی بحیثیت امام پہلی صدی میں نہ تھا اور صحاح ستہ والوں کا وجود

بحیثیت امام دوسری صدی میں بھی نہ تھا۔ اب فرمائیں کہ پہلی دو صدیوں کے مسلمان صحاح ستہ کو ماننے بغیر مسلمان تھے یا نہیں، ان کو آپ منکر حدیث مانیں گے یا حدیث والے؟ اب اگر کوئی پہلی دو صدیوں کی طرح صحاح ستہ والوں کو نہ مانے، آپ اس کو خیرالقرون والا مسلمان مانیں گے یا نہیں؟ اسی طرح آج بھی کوئی شخص ساتوں قراُتوں کو ترک کر کے یہ چاہے کہ میں پہلی صدی کا مسلمان ہوں تو کیا آپ نے اس پر عمل کرلیا ہے یا نہیں؟ اگر آپ یہ کہیں کہ صحاح والی احادیث اس زمانہ میں تھیں، فرمائیے کہ اس وقت وہ رواہ البخاری نہیں کہتے تھے؟ یہ ساتوں قراُتیں صحابہ رضی اللہ عنہم میں تھیں لیکن ان کا الگ نام نہیں رکھا گیا، اسی طرح فقہی مسائل پر عمل اس وقت بھی تھا لیکن نام فقہ حنفی نہیں تھا۔ ان لوگوں کو غیر مقلد کہنا ایسی گندی گالی ہے جیسے یہ کہنا کہ وہ صحاح ستہ والوں کو نہ مان کر منکر حدیث تھے یا ساتوں قاریوں کو نہ مان کر منکر قرآن تھے۔

سوال نمبر ۲۷:

چاروں خلفاء کی تقلید اب منع ہے یا نہیں؟ اگر منع نہیں تو اماموں کی تقلید گئی اگر منع ہے تو اماموں کی بطور اولیٰ منع ہونی چاہئے؟

جواب:

چاروں ائمہ کی تقلید میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے متواتر مسائل کی اسی طرح تقلید ہو رہی ہے جس طرح ساتوں قراُتوں میں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کی متواتر قراُت پڑھی جا رہی ہے۔ ہاں جس طرح متواتر قراُت کے خلاف کوئی شاذ قراُت ان کی طرف منسوب ہو تو وہ قابل تلاوت نہیں، اسی طرح مذاہب کے خلاف کوئی شاذ قول ان کی طرف منسوب کرنا قابل عمل نہیں۔ خوب سن لو یہاں مقابلہ شاذ کا ہے نہ کہ قاری اور خلیفہ کا۔

سوال نمبر ۲۸:

اگر چاروں خلفاء کی تقلید اب منع ہے تو کیوں اور کس نے منع کی؟ پھر چاروں

اماموں کی تقلید کیوں اور کس نے باقی رکھی؟ ان ائمہ نے کب کہا کہ لوگ حنفی شافعی کہلوائیں؟

جواب:

چاروں خلفاءؓ کے مذاہب نہ مدون ہیں، نہ براہ راست متواتر۔ البتہ ائمہ تک ان کے جو مسائل متواتر پہنچے وہ ائمہ اربعہؒ نے لے لئے، ان پر اب بھی عمل ہو رہا ہے۔ رہا یہ کہ ائمہؒ نے کب کہا تھا کہ حنفی، شافعی کہلوانا، جس طرح یہ کہنا کہ یہ بخاری کی حدیث ہے، قاری حمزہ کی قرأت ہے، درست ہے اس پر امت کا اجماع ہے، اسی طرح مجتہد کے مذہب کو مجتہد کی طرف منسوب کرنا جس طرح اجماع سے ثابت ہے خود حدیث سے بھی ثابت ہے کہ حضرت معاذؓ نے حضور ﷺ کے سامنے عرض کیا: اجتھد برأیی اپنی رائے کی نسبت اپنی طرف کی، جس سے حضور ﷺ نے منع نہیں کیا تو غیر مقلدوں کو منع کرنے کا کیا حق ہے؟ بخاری ص ۴۳۳، ج ا پر عثانی اور علوی کی نسبتیں ہیں، کیا کوئی غیر مقلد ثابت کر سکتا ہے کہ ان کو حضرت عثمانؓ اور حضرت علیؓ نے عثانی اور علوی کہلوانے کا حکم دیا تھا؟

سوال نمبر ۲۹:

چاروں خلفاء نے اپنی اپنی تقلید کا حکم دیا تھا یا نہیں؟ اگر دیا ہے تو ہم نے کیوں نہ مانا؟ اگر نہیں دیا تو پھر اماموں کے بارے میں یہ حکم کیوں ہو؟ یہاں تک کہ محمدی کہلوانا چھوڑ دیا۔

جواب:

چاروں خلفاء راشدینؓ کی تابعداری کا حکم خدا کے رسول ﷺ نے دیا۔ ان کی حیات میں براہ راست ان کی تقلید ہوتی رہی اور اب ائمہ اربعہؒ کے ذریعہ ان کی تقلید ہو رہی ہے۔ محمدی کہلانے کا حکم نہ اللہ تعالی نے دیا، نہ رسول اللہ ﷺ نے دیا اور نہ ہی خلفاء راشدینؓ میں سے کوئی محمدی کہلایا۔ مسلمانوں کو محمدی عیسائیوں نے کہنا شروع کیا جیسے مرزائیوں نے احمدی کہنا شروع کیا۔ آخر امام بخاریؒ نے صحیح محمدی چھوڑ کر اپنی کتاب کا

نام صحیح بخاری کیوں رکھا؟

سوال ۳۰:

اگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی تقلید کا حکم دیا تھا تو ان کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تقلید جاری تھی یا نہیں؟ اگر نہ تھی تو امام ابوحنیفہ کی تقلید امام شافعی اور امام احمد کے زمانے میں اور اس کے بعد کیوں جاری رہی ہے؟

جواب:

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تقلید ان کی حیات میں جاری تھی اور اب بھی ائمہ اربعہؒ کے ذریعہ جاری ہے البتہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بھی اجتہاد کا حق حاصل تھا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو بھی حق تھا۔ اسی طرح امام ابوحنیفہؒ کے بعد بھی امام شافعیؒ اور امام احمدؒ جیسے مجتہدین کو اجتہاد کا حق تھا۔ تقلید غیر مجتہدین کے لئے ہوتی ہے نہ کہ مجتہدین کے لئے۔

سوال نمبر ۳۱:

اگر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تقلید جاری تھی تو اس تقلید کو کس نے بند کیا؟ اور کیوں بند کیا؟ اور اسی وجہ سے امام ابوحنیفہ کی تقلید بند کیوں نہ ہو؟

جواب:

جس طرح حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قرأت جاری ہے اسی طرح ان کی تقلید بھی ائمہ اربعہؒ کے ذریعہ جاری ہے، ان کا فیض بند نہیں ہوا۔ اسی طرح فقہ حنفی کی کتابیں خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے اجتہادات کا مجموعہ ہیں۔ یہ بات کئی دفعہ واضح کی جا چکی

ہے کہ اجتہاد اور قیاس اصل میں قاعدوں کو کہتے ہیں۔ امام ابوحنیفہ اپنے مجتہدین ساتھیوں کے مشورہ سے پہلے قواعد استنباط کرتے تھے، جب ایک قاعدہ طے ہو گیا تو اس کے نیچے سینکڑوں مسائل آ جاتے تھے اور شاگرد آپ کے سامنے لکھتے تھے لیکن یہ مسائل قواعد کی ترتیب سے کرتے تھے، ہر قاعدہ کے نیچے نماز، حج، زکوۃ کا حکم آ جاتا ہے۔ جیسے محدثین نے احادیث میں پہلے مسانید، معاجم مرتب کیں، ایک جزء میں لکھ دی جاتیں خواہ نماز کی ہوں یا حج کی یا ترغیب وترہیب کی۔ پھر امام محمدؒ نے ان مسائل کی تبویب فرمائی اور ظاہر الروایت کی چھ کتابیں مرتب کیں۔ اس لئے امام محمدؒ کو محرر مذہب نعمان کہا جاتا ہے۔ اس میں بھی انہوں نے اتنی احتیاط کی کہ جو کتاب امام صاحبؒ کے پاس لکھی اس کو جامع کبیر، سیر کبیر۔ جو قاضی ابو یوسفؒ کے پاس لکھی اس کو جامع صغیر، سیر صغیر، مبسوط، زیادات کا نام دیا۔ یہ کتابیں اسی زمانہ سے متواتر ہوئیں اس لئے ان کو ظاہر الروایت کہا جاتا ہے۔ یہ کتابیں فقہ حنفی کا ماخذ ہیں، بعد میں ان کو سامنے رکھ کر متون مرتب کئے گئے جیسے قدوری، کنز، وقایہ، نقایہ، ہدایہ، تدبیر وغیرہ۔ یہ مسائل جو متون میں ہیں وہ امام صاحبؒ سے متواتر ہیں، اس لئے امام صاحبؒ سے ان کی نفی گویا متواترات کی نفی ہے جیسے کوئی قرآن کی حضور ﷺ سے نفی کر دے۔

مسائل فقہ تین قسم کے ہیں:

(۱)......ایک امام صاحبؒ سے متواتر ہیں، ان کو متون معتبرہ کہتے ہیں۔

(۲)......دوسرے وہ جو متواتر نہیں اخبار آحاد کے طور پر مروی ہیں، ان کو نوادرات کہتے ہیں، ان میں جو مفتی بہ ہیں وہ مذہب حنفی میں شامل کئے گئے، غیر مفتی بہ مذہب حنفی نہیں کہلائے۔

(۳)......کچھ مسائل بعد میں پیش آئے، ان کو بعد کے لوگوں نے امام صاحبؒ کے قواعد کے ذریعہ معلوم کر لیا۔ جیسے حساب کے قاعدہ سے نکالا ہوا جواب حساب کا ہی ہوتا ہے، اسی طرح امام ابوحنیفہؒ کے قواعد پر نکالے گئے جوابات مذہب حنفی ہی کہلائیں گے بشرطیکہ مفتی بہ ہوں۔ فقہ کی بڑی کتابوں میں متواتر مسائل کو بطور مذہب حنفی لکھا جاتا ہے اور دوسری قسم کے مسائل کو بھی روایت ابوحنیفہؒ کے انداز سے روایت کیا جاتا ہے۔ جو مسائل ان

کے اصول پر نکالے جاتے ہیں ان کو واقعات نوازل کہا جاتا ہے، ان کو عند ابی حنیفۃ، عند ابی یوسف لکھا جاتا ہے۔ بہر حال ان تینوں قسموں سے جو مسائل مفتی بہا اور معمول بہا ہیں صرف ان کو مذہب حنفی کہا جاتا ہے۔

سوال نمبر ۳۲:

ذرا مہربانی فرما کر یہ بھی بتایا جائے کہ فقہ حنفی کی موجودہ کتابوں میں سے کوئی ایک بھی ایسی ہے جسے امام ابوحنیفہؒ نے خود لکھا ہو؟

جواب:

فقہ حنفی کے وہ مسائل جو متون معتبرہ میں مذکور ہیں وہ امام صاحبؒ سے اسی طرح متواتر ہیں کہ جس طرح نبی ﷺ سے قرآن متواتر ہے اور متون کے علاوہ شروح اور فتاویٰ میں بعض مسائل اخبار آحاد کی طرز پر مروی ہیں جیسے کتب احادیث کی حدیثیں۔ ان اصولوں میں جو مفتی بہا ہیں وہ امام صاحبؒ سے ثابت ہیں اور غیر مفتی بہا ثابت نہیں۔ تمام اہل سنت والجماعت حنفی، شافعی وغیرہ متون فقہ کو جوان ائمہ سے متواتر ہیں مانتے گئے۔ سب سے پہلے محمد معین ٹھٹھوی نے اپنی کتاب دراسات میں یہ شبہ ظاہر کیا کہ ان مسائل کی نسبت ائمہ کی طرف یقینی نہیں لیکن اس کی ان خرافات رافضی پر کسی نے کان تک نہ دھرا، حتیٰ کہ چودھویں صدی کے شروع میں ثناء اللہ امرتسری غیر مقلد نے اس رافضی کی غلط بات کو اپنا دین وایمان بنالیا اور غیر مقلدین نے اس پر شور مچایا کہ ان مسائل کا ثبوت امام صاحبؒ سے نہیں لیکن اس کے باوجود خود غیر مقلدین بھی اس بات پر پورا یقین نہیں رکھتے۔ جب اپنی فتاویٰ کی کتابوں میں اپنی حمایت میں فقہ کا قول پیش کرتے ہیں تو پھر اس کتاب کو ابوحنیفہؒ سے ثابت مانتے ہیں، جب کوئی بات ان کے خلاف ہو تو کہتے ہیں کہ ان کا ثبوت امام صاحبؒ سے نہیں ہے۔

سوال نمبر ۳۳:

ذرا یہ بھی بتایا جائے کہ فقہ کی موجودہ کتابوں میں بہت سے مسئلے خلاف طہارت اور

خلاف تہذیب ہیں جنہیں سننے سے طبعیت میں کراہت پیدا ہو اور قے آنے لگے، کیا یہ مسائل فی الواقع امام ابوحنیفہؒ کے ہی ہیں؟

جواب:

فقہ حنفی کی کتابوں میں وہ مسائل جو مفتی بہا اور معمول بہا ہیں وہ مذہب حنفی ہیں، ان سے اگر کسی کو گھن آتی ہے تو پھر یہی سمجھا جائے گا کہ کتے کو گھی ہضم نہیں ہوتا، قے آجاتی ہے۔ باقی شاذ اور متروک مسائل مذہب حنفی ہیں ہی نہیں۔

سوال نمبر ۳۴:

اگر ہم ان غلط اور خلاف تہذیب مسائل کو چھوڑ دیں تو دائرہ تقلید سے باہر تو نہیں ہو جائیں گے؟

جواب:

تقلید کا تعلق صرف ان مسائل سے ہے جو مفتی بہا اور معمول بہا ہیں، ان کو چھوڑنے سے آدمی واقعی تقلید سے باہر ہو جاتا ہے لیکن غیر مفتی بہا اور غیر معمول بہا اقوال کا تعلق تقلید سے نہیں ہے۔ متواتر قرآن کو چھوڑنے والا قرآن کا مخالف ہے لیکن شاذ اور متروک قرائتوں کی تلاوت ترک کرنے والا قرآن کا مخالف نہیں۔ اسی طرح سنت کا تارک اہل سنت سے خارج ہے، شاذ اور متروک حدیثوں کا تارک اہل سنت سے خارج نہیں۔

سوال نمبر ۳۵:

اس تقلید کے بارے میں کچھ اللہ اور رسول اللہ ﷺ نے بھی فرمایا ہے یا نہیں؟ اگر فرمایا ہے تو کیا فرمایا ہے، وہ آیت یا حدیث صاف لکھ دیں کہ جس میں ہو کہ امام ابوحنیفہؒ یا فلاں امام کی تقلید تم پر فرض ہے، جو نہ کرے وہ بد مذہب ہے۔

جواب:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:فاسئلوا أهل الذكر ان كنتم لا تعلمون اس آیت میں لوگوں کی دو قسمیں بتا دیں: (۱) وہ جو اہل ذکر ہیں جن کو دین خوب یاد ہے، ان کو مجتہدین کہتے ہیں۔ (۲) وہ لوگ جو مجتہدین نہیں ہیں ان کو حکم دیا کہ تم اہل ذکر (مجتہدین) سے پوچھ کر عمل کیا کرو، اسی کا نام تقلید ہے۔ رہا یہ سوال کہ آیت یا حدیث میں امام ابوحنیفہؒ کا نام ہو تو یہ ایک جاہلانہ سوال ہے۔ جیسے قرآن کریم میں حکم ہے فاقرءوا ما تيسر من القرآن اس میں قرآن پڑھنے کا حکم ہے۔ اب جو استاد بھی میسر آ جائے اس سے پڑھ لے تو اس حکم پر عمل ہو گیا۔ اب کوئی ضد کرے کہ آیت میں یوں لکھا ہو کہ محمد اسلم نورانی قاعدہ محمد دین سے پڑھے اور تیسواں پارہ محمد علی سے پڑھے، تو یہ جہالت ہے۔ اسی طرح قرآن میں حکم آ گیا: فانكحوا ما طاب لكم من النساء اب کوئی یہ کہے کہ یہ تو نکاح کا حکم ہے، یہ دکھاؤ کہ قرآن پاک میں صاف ہو کہ محمد علی کی شادی زینب بی بی سے ہو۔ حدیث پاک میں آیا ہے کہ اپنی بیماری کا علاج کرو، اب جو بھی ڈاکٹر میسر آ جائے اس سے علاج کروالیا جائے گا، یوں سوال کرنا کہ بیماری کا نام بھی ہو۔ اور ہیضہ کا علاج ڈاکٹر محمد اسلم سے کروانا اور انگریزی دوائی لینا اور ملیریا کا علاج حکیم حنیف اللہ سے کروانا اور یونانی دوائی لینا جہالت ہے۔ جس طرح مومنوں کو نماز پڑھنے کا حکم قرآن میں ہے لیکن سب مومنوں کے نام مذکور نہیں، اب کوئی کہے کہ جب تک یہ لفظ نہ دکھاؤ گے کہ عبدالرزاق نماز پڑھے، میں نماز نہیں پڑھوں گا۔ اس سے یہی سمجھا جائے گا کہ دلیل کے دو مقدمے ہوتے ہیں: ایک یہ کہ مومن نماز پڑھے، یہ مقدمہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے۔ دوسرا یہ کہ عبدالرزاق مومن ہے، یہ قرآن وحدیث میں نہیں ہے بلکہ ہمارے مشاہدہ سے ثابت ہے۔ اسی طرح تمہید کا پہلا مقدمہ کہ اہل ذکر سے مسائل پوچھو، یہ قرآن میں ہے اور امام ابوحنیفہؒ کا اہل ذکر میں سے ہونا امت کے اجماع سے ثابت ہے اور ہمارے ملک میں صرف مذہب حنفی کا متواتر ہونا مشاہدہ سے ثابت ہے۔

اسی طرح منکرین حدیث بھی آپ سے یہ پوچھتے ہیں کہ قرآن میں ہے: أطیعوا الرسول آپ ہمیں کہتے ہیں کہ أطیعوا البخاری و أطیعوا الترمذی وغیرہ اور منکر قرآن بھی پوچھ سکتے ہیں کہ قرآن میں حکم ہے: فاقرؤوا ما تیسر من القرآن تم ہمیں کہتے ہو فاقرؤوا قراءة عاصم و حمزة یاد رہے کہ ائمہ کی فقہ کا درجہ تیسرا ہے، اگر ناموں کی ضرورت ہے تو پہلے سات قاریوں کے نام قرآن و حدیث میں دکھائیں، پھر صحاح ستہ والوں کے نام قرآن و حدیث میں دکھائیں اور تیسرے نمبر پر ہم سے مطالبہ کریں۔

سوال نمبر ۳۶:

مجتہد کو بھی تقلید کرنے کا حکم ہے یا نہیں؟

جواب:

مجتہد پر اجتہاد واجب ہے اور اپنے جیسے مجتہد کی تقلید حرام ہے۔ ہاں اپنے سے بڑے مجتہد کی تقلید جائز ہے یا نہیں، تو حضرت عثمان ؓ جواز کے قائل ہیں اور حضرت علی ؓ عدم جواز کے۔

سوال نمبر ۳۷:

صحیح احادیث پر عمل ہر مجتہد کو اور اس کے بعد والوں کو کرنا چاہئے یا بنوارہ کر لیں کہ ان احادیث پر تم عمل کرو، ان پر ہم عمل کریں گے وغیرہ۔

جواب:

احادیث کی دو قسمیں ہیں: متعارض اور غیر متعارض۔ غیر متعارض احادیث پر سب عمل کرتے ہیں البتہ متعارض احادیث میں تمام احادیث پر عمل ممکن نہیں، اس لئے احادیث راجح پر عمل کیا جاتا ہے۔ ہم ان احادیث کو راجح قرار دیتے ہیں جن کو امام صاحبؒ نے صحابہ ؓ کے پیمانہ عمل کو دیکھ کر راجح قرار دیا اور غیر مقلدین ان احادیث کو راجح قرار

دیتے ہیں جو صحابہ ﷺ اور تابعین میں متروک العمل تھیں۔

سوال نمبر ۳۸:

چاروں امام بھی مقلد تھے یا نہیں؟ اور مقلد تھے تو کس کے؟ اور نہیں تھے تو کیوں؟

جواب:

چاروں امام مجتہد تھے۔ مجتہد پر اجتہاد واجب ہے نہ کہ تقلید۔

سوال نمبر ۳۹:

اللہ را! ذرا یہ بھی بتائیے کہ کسی امام کی طرف نسبت کر لینا یعنی شافعی، مالکی، حنبلی، یہ خود اماموں کی تعلیم ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو وہ عبارت کس کتاب میں ہے؟

جواب:

یہ نسبتیں عثمانی، علوی، حنفی، شافعی مسلمانوں میں بلانکیر جاری ہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ ان کی صحت پر اجماع ہے اور اجماع دلیل شرعی ہے۔ آپ بھی فرمائیں: کیا امام بخاری نے کہا تھا کہ میری کتاب کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہنا؟ امام بخاریؒ کا یہ فرمان کس کتاب میں ہے؟ اور کیا ان چھ محدثین نے کہا تھا کہ ہماری کتابوں کو صحاح ستہ کہنا؟ ان کا فرمان کس کتاب میں ہے؟ اور کیا بخاریؒ و مسلمؒ نے کہا تھا کہ جس حدیث کو ہم دونوں لکھیں اس کو متفق علیہ کہنا؟ ان کا یہ قول کس کتاب میں ہے؟

سوال نمبر ۴۰:

اگر چاروں ائمہ مسائل قرآن و حدیث سے لیتے رہے تو ہمیں قرآن و حدیث سے مسائل لینے میں غیر مقلدین بن جانے کا خوف کیوں ہو؟

جواب:

چاروں امام مجتہد تھے اس لئے وہ کتاب و سنت سے مسائل استنباط کر سکتے تھے۔

ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ مجتہد پر اجتہاد واجب ہے لیکن جو لوگ اجتہاد کی اہلیت نہیں رکھتے وہ براہ راست یعنی ناقص رائے سے کتاب وسنت سے مسائل لیں گے، بمطابق حدیث نبوی ﷺ اذا وسد الأمر الی غیر أهله فانتظر الساعة (بخاری ص۱۴، ج ۱) تو وہ دین پر قیامت ڈھائیں گے، اگر وہ نااہل ہو کر مجتہد بنیں گے تو بھی رسول ﷺ کے نافرمان ہوں گے کیونکہ حضرت ﷺ جب بیعت لیتے تو یہ شرط ہوتی تھی: أن لا ننازع الأمر أهله (بخاری ص۱۰۶۹، ج ۲) جیسے کسی ان پڑھ جاہل کو ڈاکٹری کی کتاب سے نسخے لکھ کر علاج کرنا جرم ہے، کسی نااہل کمہار کو ہائیکورٹ کے فیصلوں کے خلاف قانون کی تشریح کرنا جرم ہے اور ایسا شخص توہین عدالت کا مستحق ہے۔ اسی طرح نااہل غیر مقلد کا براہ راست کتاب وسنت کو گھسیٹنا کتاب وسنت کی توہین ہے۔ اگر غیر مقلد یہ کہے کہ ہر شخص کو حق ہے کہ قرآن وحدیث میں اپنی سمجھ کے مطابق عمل کرے تو مرزا کو کیسے غلط کہیں گے؟ وہ کہتا ہے کہ میں نے وفات مسیح قرآن سے سیکھی ہے۔ منکرین حدیث کو کیسے غلط کہیں گے؟ کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ کی اطاعت برحق ہے اور زندگی میں تھی۔ جیسے ہر حاکم کی اطاعت موت کے بعد ختم ہو جاتی ہے اسی طرح آپ ﷺ کی اطاعت بھی وفات کے بعد باقی نہیں رہی۔

سوال نمبر ۴۱:

تقلید فرض ہے یا واجب یا مباح، تو کن لوگوں کے لئے اور کیوں؟

جواب:

تقلید مطلق واجب بالذات ہے اور تقلید شخصی واجب بالغیر اور اس مجتہد کی تقلید ہو گی جس کا مذہب اس علاقے میں مدون اور متواتر ہو گا۔

نوٹ: واجب بالذات کے لئے نص کی ضرورت ہے لیکن واجب بالغیر کے

لئے نص کی ضرورت نہیں ہوتی۔اس کو فقہ میں مقدمۃ الواجب واجب کہتے ہیں، جیسے نماز میں سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے اس لئے کہ اس کی نص موجود ہے، نماز میں فاتحہ نہ ہو تو نماز ناقص ہے لیکن یہاں کے لوگ اس واجب کو ادا نہ کر سکتے جب تک سورۂ فاتحہ پر اعراب اوقاف نہ لگے ہوں، اس لئے فاتحہ واجب بالذات ہے لیکن ان کے بغیر اعراب اوقاف واجب بالغیر ہے۔اس لئے فاتحہ واجب بالذات ہے لیکن بغیر واجب بالغیر ادا نہیں ہوسکتا۔اسی طرح شرعاً مجتہد چاروں ہیں لیکن تکویناً جس کا مذہب متواتر ہوگا تقلید اسی کی واجب ہوگی۔

سوال نمبر ۴۲:

یہ جو فقہ کی کتابوں میں ہے کہ عامی کا کوئی مذہب نہیں، اس کے کیا معنی؟ پھر تو حنفی ہو کر بھی حنفی نہ رہے؟

جواب:

شامی میں لکھا ہے کہ عامی کا مذہب نہیں ہوتا۔ہاں جس مفتی کا التزام کرلے اس کے مذہب کی طرف منسوب ہوگا اور اگر کسی مفتی کا التزام نہ کرے تو لا مذہب ہی رہے گا، اس لئے مقلد تقلید کے بعد صاحب مذہب ہوتا ہے لیکن غیر مقلد ساری عمر لا مذہب ہوتا ہے۔

سوال نمبر ۴۳:

مقلد قرآن وحدیث کا مطلب سمجھ سکتا ہے یا نہیں؟ حالانکہ ہماری فقہ کی کتابوں میں ہے کہ مقلد قرآن وحدیث سے دلیل لے ہی نہیں سکتا پھر تو گویا قرآن وحدیث منسوخ اور بے کار ہیں، اگر لے سکتا ہے تو تقلید کی ضرورت ہی کیا؟ اگر نہیں لے سکتا تو قرآن وحدیث ہی کیا؟

جواب:

مجتہد اور مقلد میں مابہ الامتیاز استنباط اور اجتہاد ہے۔مجتہد کتاب وسنت سے نئے

پیش آمدہ مسائل اخذ کرسکتا ہے لیکن مقلد نہیں کرسکتا۔ ہاں مجتہد کی رہنمائی میں ان مسائل پر عمل کرسکتا ہے جو مجتہد کتاب وسنت سے اخذ کرتے ہیں۔ اس کو یوں سمجھیں کہ ڈاکٹری کی کتاب مریضوں کے علاج کے لئے ہے لیکن خود مریض اس سے نسخہ نہیں لکھ سکتا، نسخہ ماہر ڈاکٹر ہی لکھے گا۔ کتاب وسنت کے جو مسائل نص سے سمجھ آتے ہیں وہ ہر ترجمہ جاننے والا جانتا ہے لیکن مسائل کے وہ الفاظ جوان کی تہہ میں ہیں ان کو نکال کر لانا ہو تو اس کے لئے غوطہ خور کی ضرورت ہے جو خود غوطہ خور نہیں وہ موتی کے لئے غوطہ لگائے تو وہ موتی نہیں لائے گا بلکہ خود ڈوب جائے گا۔ جیسے ڈاکٹری کی کتابیں بے فائدہ نہیں لیکن ڈاکٹر کے لئے لکھی گئی ہیں نہ کہ کمہاروں کے لئے، قانون کی کتابیں بے فائدہ نہیں لیکن ان کو سمجھنا وکیل کا کام ہے نہ کہ چمار کا۔

سوال نمبر ۴۴:

مقلد قرآن وحدیث سے دلیل پکڑ سکتا ہے یا نہیں؟

جواب:

مقلد اور مجتہد میں مابہ الامتیاز نیا مسئلہ تلاش کرنا ہے، یہ مقلد نہیں کرسکتا البتہ تلاش شدہ مسائل کے لئے کتاب وسنت کے دلائل تلاش کرسکتا ہے، چنانچہ امام طحاویؒ، صاحب ہدایہ، علامہ عینی، ملا علی قاریؒ، ابن حجرؒ، ابن عبد البر مالکیؒ اور ابن تیمیہؒ وغیرہ باوجود مقلد ہونے کے مسائل کے ساتھ کتاب وسنت کے دلائل ذکر کرتے ہیں۔ مقلد کی تعریف میں عدم علم شامل نہیں، ہاں مجتہد سے اس کی خاص دلیل کا مطالبہ مقلد نہیں کرتا جیسے امتی کو یہ حق حاصل نہیں کہ نبی ﷺ کو ماننے کے بعد جزئیات میں نبی ﷺ سے الجھے، اس مسئلہ کی دلیل دو گے تو عمل کروں گا ورنہ نہ کروں گا۔ امتی اپنے نبی ﷺ سے بلا مطالبہ دلیل مسئلہ تسلیم کرلیتا ہے۔ اپنی تسکین قلب کے لئے کوئی دلائل جمع کرلے یا مخالفین کی زبان بندی کے لئے اپنے نبی ﷺ کے مسئلے پر دلائل بیان کرے، اس سے وہ امتی ہونے سے نہیں نکلتا بلکہ اعلیٰ درجہ کا امتی شمار ہوتا ہے۔ اسی طرح مقلد اپنے امام سے بلا مطالبہ دلیل تسلیم کرلے، اپنے تسکین

قلب کے لئے خود اس کے دلائل تلاش کرے یا مخالفین کی زبان بندی کے لئے امام کے مسئلے بیان کر دے تو وہ امام کا نافرمان نہیں ہوگا بلکہ امام کا اعلیٰ درجہ کا وفادار ہوگا۔

سوال نمبر ۴۵:

چار مصلے مکہ معظمہ میں خاص خانہ کعبہ میں قائم ہوئے تھے، ان کو کس نے قائم کیا تھا اور کیوں قائم کیا اور کب قائم کیا؟ کیا اس سے مسلمانوں کے دین کے ٹکڑے نہیں ہوئے؟ اور اماموں نے اسے کیوں قائم نہ کیا بلکہ یہ ساتویں صدی کی بدعت ہے۔

جواب:

ساتویں صدی سے لے کر ۱۳۶۵ھ تک مکہ مکرمہ میں چار مصلے رہے۔ جس سے پوری دنیا پر واضح رہا کہ اہل سنت کے چار مذاہب ہیں۔ ان کا فائدہ یہ تھا کہ اہل سنت کے نام سے کوئی نیا فرقہ نہیں بن سکتا۔ جس ملک میں نیا فرقہ بنتا لوگ فوراً پوچھتے خانہ کعبہ میں تمہارا کون سا مصلیٰ ہے؟ جب وہ نہ بتا سکتا تو ان کا فتنہ وہیں ختم ہو جاتا۔ ۱۳۶۵ھ میں نجدی حکومت قائم ہوئی تو انہوں نے ایک حنبلی مصلیٰ باقی رکھا۔ کعبہ میں جب چار مصلے تھے تو غیر مقلدوں کا مصلیٰ اس وقت بھی نہ تھا، اب ایک ہے وہ بھی مقلدوں کا ہے غیر مقلدوں کا اب بھی نہیں۔ اس لئے غیر مقلدوں کا تعلق کبھی بھی نہ رہا۔ آج جو غیر مقلدین شور مچاتے ہیں کہ وہاں کا امام رفع یدین کرتا ہے، وہ رفع یدین غیر مقلدین کا امتیازی نشان نہیں وہ حنبلی، شافعی بھی کرتے ہیں۔ غیر مقلدین یہ بتائیں کہ تقریباً چھ سو سال خانہ کعبہ میں چار مصلے رہے کیا چاروں حق تھے یا نہیں؟ اگر صدیوں تک وہاں ناحق رہ سکتا ہے تو یہ حکومت جس کی ابھی ایک صدی مکمل نہیں ہوئی ان کا طریقہ ناحق ہو سکتا ہے یا نہیں؟ ہم چاروں کو برحق مانتے ہیں۔ غیر مقلدین تقلید کو شرک کہتے ہیں وہ بتائیں کم از کم چھ سو سال کعبہ میں شرک ہوتا رہا؟ کعبہ اس وقت کعبہ بھی تھا یا نہیں؟

سوال نمبر ۴۶:

جب کہ ہمارے نزدیک چاروں مذاہب برحق ہیں پھر اہل حدیث کو جو ایک برحق مذہب ہے کے مطابق آمین، رفع یدین اور سورۂ فاتحہ بجالاتے ہیں، کیوں روکا جائے؟

جواب:

چاروں مذاہب برحق ہیں، ان کی مثال جیسے چار کھیت ہوں اور ان میں سے وہ آدمی جس کا کھیت نہیں وہ مانگ کر گنا لے لے، یقیناً حلال ہے لیکن غیر مقلدوں کی طرح گنا ایک کھیت سے چوری کر لیا، آلو دوسرے کھیت سے چوری کر لئے، لکڑیاں تیسرے کھیت سے چوری کر لیں، یہ چوری کا مال یقیناً حرام ہے۔ وہ چاروں مذاہب ہیں، غیر مقلدیت چوری ڈاکہ کی مارکیٹ ہے۔ اتنی بے غیرتی ہے کہ ائمہ اربعہؒ کو دین کے ٹکڑے کرنے والا کہا جاتا ہے اور انکے مسائل چوری کر کے نماز میں شامل کئے جاتے ہیں، ہم اسے نمک حرامی کہتے ہیں۔ انسان جس دیگ سے کھائے اسی میں پیشاب کرے، کتا جہاں سے کھاتا ہے ان کو نہیں بھونکتا ہے۔ غیر مقلد ایسا باؤلا کتا ہے کہ جہاں سے کھاتا ہے انہی کو کاٹتا ہے۔

سوال نمبر ۴۷:

اہل سنت والجماعت کی کیا تعریف ہے؟ جب کہ مقلد نہ سنت سے دلیل لے سکے نہ جماعت صحابہ کے اجماع سے، پھر اہل سنت کیوں کہا جائے؟

جواب:

اہل سنت وہ لوگ ہیں جو چار دلائل کو مانتے ہیں۔ سنت میں علم قرآن کا اور نمونہ عمل نبی ﷺ کی شان کا، والجماعت میں صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع جس کی پہچان ائمہؒ کے اجماع سے ہوتی ہے اور حنفی، شافعی میں اجتہادی مسائل اور ہمارے لئے اجماعی مسائل حجت قاطعہ ہیں اور اجتہادی اختلافی مسائل رحمت واسعہ ہیں۔ یہ کہنا کہ مقلد کتاب وسنت یا

اجماع کو نہیں مانتا، یہ جھوٹ ہے۔

فقہ حنفی کے چار اساس
کتاب و سنت اجماع و قیاس

سوال نمبر ۴۸:

اہل حدیث صرف کتاب و سنت پر عمل کرنے والی جماعت ہے۔ جب سے کتاب وسنت ہے تب سے یہ ہے یابعد میں اس کا عامل کوئی نہیں رہا تھا یعنی کتاب اللہ اور حدیث رسول ﷺ پر کسی کا عمل ہی نہ تھا حالانکہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس کے عامل قیامت تک رہیں گے۔

جواب:

اہل حدیث انگریز کے دور سے پہلے کسی مذہبی فرقہ کا نام نہ تھا بلکہ ایک علمی طبقہ کا نام تھا جیسے محدث یا شیخ الحدیث کو اہل حدیث یا اصحاب حدیث کہتے تھے۔ اسی طرح انگریز سے پہلے اہل قرآن کسی مذہبی فرقے کا نام نہ تھا بلکہ ایک علمی طبقہ کا نام تھا جو قرآن کا حافظ ہو۔ اس لئے اہل قرآن، اہل حدیث بحیثیت فرقہ انگریز سے پہلے کہیں وجود میں نہ تھا۔ مذہبی فرقے اور علمی طبقے کے نام میں ایک واضح فرق ہوتا ہے۔ مذہبی فرقے کا نام ہر عالم، جاہل، بچے، بوڑھے پر بولا جاتا ہے جیسے عالم سنی، جاہل بھی سنی، بچہ بھی سنی۔ علمی طبقے کا نام، جب تک علم حاصل نہ کرے، اس پر استعمال نہیں ہوتا، مثلاً شیخ الحدیث کے بیٹے کو شیخ الحدیث نہیں کہتے جب تک علم حاصل نہ کرے، سائنس دان کی بیوی کو سائنس دان نہیں کہتے جب تک وہ سائنس نہ پڑھے۔ اسی لئے ہمارا مطالبہ ہے کہ اگر تمہارا دعویٰ ہے کہ انگریز سے پہلے اہل حدیث کسی فرقے کا نام تھا تو صرف ایک حوالہ دیں کہ انگریز سے پہلے کسی ان پڑھ کو اہل حدیث یا اہل قرآن کہا گیا ہو؟ ہم فی حوالہ آپ کو دس لاکھ روپے انعام دیں گے۔

نہ خنجر اٹھے گا نہ تلوار ان سے
یہ بازو مرے آزمائے ہوئے ہیں

سوال نمبر ۴۹:

قیامت کے دن حمد کا جھنڈا صرف نبی ﷺ کے ہاتھ میں ہی ہوگا یا ان چاروں اماموں کے بھی جھنڈے الگ الگ لہرا رہے ہوں گے؟ حوض کوثر صرف حضور ﷺ ہی کا ہوگا یا چاروں اماموں کے بھی ہوں گے؟ اگر یہ صرف حضور ﷺ کے ساتھ خاص ہے تو پھر ہم دنیا میں کیوں ادھر ادھر منہ ماریں؟

جواب:

قیامت کے دن حمد کا جھنڈا حضور ﷺ کے ہاتھ میں ہوگا اس کے نیچے سارے امام مقلدین سمیت ہوں گے، اسی طرح حوض کوثر پر بھی سب حاضر ہوں گے۔ امام شعرانیؒ نے قیامت کا نقشہ جو اپنے کشوف سے مرتب کیا ہے اس میں حنفی، شافعی سب مقلدین تو میدان قیامت میں پل صراط پر بھی اور جنت کے دروازے میں بھی دکھائے گئے ہیں۔ غیر مقلدین کا وہاں نام ونشان تک نہیں وہ پہلے ہی دوزخ میں گر چکے ہوں گے۔

سوال نمبر ۵۰:

اگر کسی امام کے مقلد کے پاس کوئی صحیح حدیث پہنچے اور وہ اس امام کے قول کے خلاف ہو تو اسے کیا کرنا چاہئے؟ اور جو یہ کہہ کر حدیث کو ٹال دے کہ یہ میرے مذہب میں نہیں، وہ مسلمان رہا یا اسلام سے خارج ہوگیا؟ اور ایسے وقت مقلد کو کیا کرنا چاہئے؟

جواب:

اللہ اور رسول ﷺ نے فرمایا: کتاب وسنت فقہاء سے سمجھنے چاہئیں اس لئے اگر عامی کو حدیث ملے تو فرمان رسول ﷺ فرب حامل فقه الى من هو افقه منه و رب حامل فقه ليس بفقيه۔ (ترمذی شریف ابواب العلم ص ۹۴، ج ۲) کے مطابق فقیہ کے پاس لے جانی چاہئے اس لئے غیر مقلدین فقہاء سے سمجھنے کی بجائے اپنی رائے سے جاننے

کی کوشش کرتے ہیں وہ فقہاء کے نہیں بلکہ خدا اور رسول ﷺ کے نافرمان ہوتے ہیں۔
آپ تحریر کرلیں غیر مقلدین کو یہ حدیث دکھائیں جو ان کے عقیدہ کے خلاف ہو وہ کبھی اس پر عمل نہ کریں گے اور کہیں گے لکھ دو، ہم اپنے مولوی (غیر فقیہ) سے سمجھیں گے۔ نبی ﷺ نے فقیہ سے سمجھنے کا حکم دیا، وہ خود غیر فقیہ ہیں اور غیر فقیہ کے پاس جاتے ہیں۔